لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ

بلا شبہ پیدا کیا ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر، پھر پھینک دیا ہم نے اسکو سب نیچوں سے نیچے۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عمادالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

اَلتِّین

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ (١)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی

وَطُورِ سِينِينَ (٢)

اور طور سینین کی

انجیر یا تین کیا ہے:

تین سے مراد کسی کے نزدیک تو مسجد دمشق ہے کوئی کہتا ہے خود دمشق مراد ہے کسی کے نزدیک دمشق کا ایک پہاڑ مراد ہے

بعض کہتے ہیں اصحاب کہف کی مسجد مراد ہے

کوئی کہتا ہے جودی پہاڑ پر مسجد نوح جو ہے وہ مراد ہے

بعض کہتے ہیں کہ انجیر مراد ہے۔

زیتون اور طور سینا:

زیتون سے کوئی کہتا ہے مسجد بیت المقدس مراد ہے۔

کسی نے کہا وہ زیتون جسے نچوڑتے ہو۔

طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔

وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (٣)

اور اس امن والے شہر کی

بلد الامین سے مراد مکہ ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں

بعض کا قول یہ ہے یہ تینوں وہ جگہیں ہیں جہاں تین اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبر علیہم السلام بھیجے گئے ہیں تین سے مراد تو بیت المقدس ہے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور طور سینین سے مراد طور سینا جہاں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا اور بلد الامین سے مراد مکہ مکرمہ ہے جہاں ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ بھیجے گئے۔

تورات کے آخر میں ان تینوں جگہوں کا نام ہے۔اس میں ہے کہ طور سینا سے اللہ تعالیٰ آیا یعنی وہاں پر حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور ساعیر یعنی بیت المقدس کے پہاڑ سے اس نے نور چمکایا۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں بھیجا اور فاران کی چوٹیوں پر وہ بلند ہوا یعنی مکہ کے پہاڑوں سے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا پھر ان تینوں زبردست بڑے مرتبے والے پیغمبروں کی زمانی اور وجودی ترتیب بیان کر دی اسی طرح یہاں بھی پہلے جسکا نام لیا اس سے زیادہ شریف چیز کا نام لیا پھر ان دونوں سے بزرگ تر چیز کا نام آخر میں لیا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (٤)

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (٥)

پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ (٦)

لیکن جو لوگ ایمان لائے اور پھر نیک عمل کیے تو انکے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

ان قسموں کے بعد بیان فرمایا کہ انسان کو اچھی شکل وصورت میں صحیح قد وقامت والا درست اور سڈول اعضاء والا خوبصورت اور سہانے چہرے والا پیدا کیا۔ پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا یعنی جہنمی ہو گیا اگر اللہ کی اطاعت اور رسول کی اتباع نہ کی تو اسی لیے ایمان والوں کو اس سے الگ کر لیا۔

بعض کہتے ہیں کہ مراد پھوس بڑھاپے کی طرف لوٹا دینا ہے۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن جمع کیا وہ رذیل عمر کو نہ پہنچے گا۔

امام ابن جریرؒ اسی کو پسند فرماتے ہیں‘

لیکن اگر یہی بڑھاپا مراد ہوتا تو مومنوں کا استثناء کیوں ہوتا۔ بڑھاپا تو بعض مومنوں پر بھی آتا ہے۔ پس ٹھیک بات وہی ہے جو اوپر ہم نے ذکر کی۔ جیسے اور جگہ سورۃ العصر میں ہے کہ تمام انسان نقصان میں ہیں سوائے ایمان اور اعمال صالح والوں کے کہ انہیں نیک جزا وہ ملے گی جسکی انتہا نہ ہو جیسے پہلے بیان ہو چکا۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ (٧)

پس تجھے اب روز جزا کے جھٹلانے پر کونسی چیز آمادہ کرتی ہے؟

أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ (٨)

کیا اللہ تعالٰی سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟

اللہ تعالٰی فرماتا ہے اے انسان جب کہ تو اپنی پہلی اور اول مرتبہ کی پیدائش کو جانتا ہے تو پھر جزا اور سزا کے دن کے آنے پر اور تیرے دوبارہ زندہ ہونے پر تجھے کیوں یقین نہیں؟ کیا وجہ ہے تو اسے نہیں مانتا حالانکہ ظاہر ہے کہ جس نے پہلی دفعہ پیدا کر دیا اس پر دوسری دفعہ کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

حضرت مجاہدؒ ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ سے پوچھ بیٹھے کہ اس سے مراد آنحضرتؐ ہیں؟ آپ نے فرمایا معاذ اللہ اس سے مراد مطلق انسان ہے۔ عکرمہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com